QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

نقد حدیث میں ائمہ اربعہ کے امتیازی اصولوں کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Distinctive Principles of the Four Imams in Hadith Criticism

Dr. Ihsan ul Rahman Ghauri
Associate Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan. Email: ihsan.is@pu.edu.pk

Abstract

This research article provides a critical examination of the distinctive principles of Hadith criticism employed by the four great Imams: Abu Hanifah, Malik ibn Anas, Muhammad ibn Idris al-Shafi'i, and Ahmad ibn Hanbal. While sharing foundational elements such as the authenticity of chains of narration and alignment with the Quran and Sunnah, each Imam developed unique approaches shaped by their historical, geographical, and intellectual contexts. The study explores these principles, including Abu Hanifah's emphasis on rational analogy, Malik's reliance on Medinan practice, Shafi'i's stringent chain requirements, and Ahmad's preference for weak Hadiths over analogy in certain cases. Through comparative analysis and critical evaluation, the article highlights how these methodologies contributed to the diversity and comprehensiveness of Islamic jurisprudence. Drawing on classical sources and modern scholarship, it addresses criticisms, influences, and the enduring legacy of these principles in contemporary Hadith studies. The discussion underscores the balance between textual fidelity and contextual adaptation, offering insights for ongoing scholarly discourse in Usul al-Hadith.

Keywords: *Four Imams; Hadith criticism; Usul al-Hadith; Islamic jurisprudence; Abu Hanifah; Malik ibn Anas; Al-Shafi'i; Ahmad ibn Hanbal; Comparative fiqh; Rational analogy*

تمہیدی مطالعہ

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے اصولِ نقد حدیث میں متعدد بنیادی اشتراکات پائے جاتے ہیں، جیسے سند کی صحت، متن کا معارض نہ ہونا، اور قرآن وسنت متواترہ کے ساتھ ہم آہنگی وغیرہ۔ تاہم ان اصولوں کے ساتھ کچھ ایسے امتیازی پہلو بھی سامنے آتے ہیں جو ہر امام کو دوسرے سے ممتاز کرتے ہیں۔ یہی امتیازات ان کے منہج اور علمی شخصیت کی انفرادیت کو اجاگر کرتے ہیں اور بعد کے فقہی وحدیثی ذخیرے پر براہِ راست اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس تحریر کا مقصد انہی امتیازی اصولوں کی علمی وتنقیدی وضاحت

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

کرنا ہے، تاکہ واضح ہو سکے کہ یہ امتیازات کس پس منظر میں پیدا ہوئے، ان کی عملی افادیت کیا ہے، مزید برآں ان پر بعد کے محدثین وفقہاء نے کس نوعیت کی آراء و تنقیدات پیش کیں۔

ائمہ اربعہ کی علمی خدمات اسلامی تاریخ کا ایک درخشاں باب ہیں۔ وہ نہ صرف فقہ کے بانی تھے بلکہ علوم حدیث کے بھی محافظ اور معمار۔ ان کے اصول نقد حدیث نے امت کو ایک ایسا منظم فریم ورک فراہم کیا جس نے نصوص کی حفاظت اور ان کی تفہیم کو ممکن بنایا۔ تاریخی طور پر، یہ اصول دوسرے صدی ہجری کے اوائل میں تشکیل پائے جب اسلامی سلطنت کی توسیع کے ساتھ نئے مسائل سامنے آ رہے تھے۔ ہر امام نے اپنے ماحول، تجربات اور علمی پس منظر کو سامنے رکھ کر ان اصولوں کو وضع کیا۔ مثلاً، امام ابو حنیفہؒ کے ہاں عقلی استدلال کی اہمیت اس لیے زیادہ ہے کہ وہ کوفہ جیسے متنوع اور فکری طور پر متحرک شہر میں تھے جہاں ایرانی اور یونانی فلسفوں کے علمی و فکری اثرات کے ساتھ ایک اہم تجارتی رہگزر بھی تھا۔ امام مالکؒ نے مدینہ کے عملی تعامل کو مرکزی حیثیت دی کیونکہ مدینہ وحی کا مرکز تھا اور صحابہ کی کثرت کی وجہ سے ان کا عمل سنت کا زندہ عکس تھا۔ امام شافعیؒ نے اصولوں کی تدوین کی اور روایت پر سختی برتی، جو ان کی مختلف علاقوں میں سفر کی وجہ سے تھا۔ امام احمدؒ نے نصوصی التزام کو فوقیت دی، جو اس دور میں ان کی استقامت کا نتیجہ تھا۔

یہ اصول نہ صرف نظری تھے بلکہ عملی بھی، اور انہوں نے فقہ کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کیا۔ تاہم، ان اصولوں پر تنقیدات بھی ہوئیں۔ بعض محدثین نے انہیں نصوص سے تجاوز قرار دیا، جبکہ دیگر نے ان کی لچک کو سراہا۔ اس مقالے میں ہم ان اصولوں کا تفصیلی جائزہ لیں گے، تاریخی سیاق و سباق کا احاطہ کریں گے، اور تنقیدی زاویوں سے دیکھیں گے کہ یہ اصول آج بھی کیسے متعلق ہیں۔

علوم حدیث اور اصول فقہ کی تاریخ میں ائمہ اربعہ کی خدمات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ کلاسیکی مصادر جیسے "الرسالہ" از امام شافعیؒ، "الموطا" از امام مالکؒ، اور "مسند" از امام احمدؒ سے لے کر متاخرین کی تصانیف جیسے "اعلام الموقعین" از ابن قیمؒ اور "الموافقات" از امام شاطبیؒ تک، ان اصولوں کی بحث جاری رہی ہے۔ جدید مطالعوں میں جوزف شاخت کی "The Origins of Muhammadan Jurisprudence" اور نوئل کولسن کی "A History of

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

"Islamic Law" جیسی تحقیقات نے مغربی تناظر میں ان اصولوں کا جائزہ لیا ہے، جبکہ عربی مصادر جیسے "تاریخ الفقہ الاسلامی" از محمد یوسف موسیٰ اور "علم اصول الفقہ" از عبدالوہاب خلاف نے تفصیلی تجزیہ پیش کیا ہے۔

ان علمی تحقیقات سے واضح ہوتا ہے کہ ائمہ کے اصولوں میں اختلاف کی بنیادی وجہ ان کے ماحول اور مسائل کی نوعیت تھی۔ مثال کے طور پر، امام ابو حنیفہؒ پر تنقید کی گئی کہ انہوں نے خبر واحد کو قیاس پر ترک کیا، جبکہ امام احمدؒ کو ضعیف حدیث کی قبولیت پر نشانہ بنایا گیا۔

ذیل میں ان کبار ائمہ کرام کے امتیازی اصولوں کا فرداً فرداً مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ جائزہ ان اصولوں کی تنقیدی روشنی میں ان کی افادیت کو اجاگر کرے گا۔

1. امام ابو حنیفہؒ کے امتیازی اصول

امام ابو حنیفہؒ کے اصولِ نقدِ حدیث اور متنی معیارات میں سب سے نمایاں پہلو عقلِ سلیم اور قیاسِ صحیح کا استعمال ہے۔ ان کے نزدیک نصوصِ شرعیہ کے فہم میں محض ظاہری الفاظ پر اکتفا کافی نہ تھا بلکہ ان کی تاویل و تعبیر عقل و قیاس کے آئینے میں ہونی چاہیے۔ اس رویے نے ان کے فقہی منہج کو وہ جامعیت عطا کی جس نے اسے ایک جانب قرآن و سنت کے تابع رکھا اور دوسری جانب بدلتے ہوئے معاشرتی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا۔ چنانچہ انہوں نے خبرِ واحد کو عمومی و قطعی اصولوں پر پرکھنے کا اصول اختیار کیا۔ امام شاطبیؒ نے ان کی اس جہت کی توضیح کرتے ہوئے کہا:

وَكَانَ أَبُو حَنِيفَةَ يَرُدُّ الْخَبَرَ الْوَاحِدَ إِذَا خَالَفَ الْقِيَاسَ أَوِ الْأُصُولَ الْمُسْتَقِرَّةَ[1]

یعنی امام ابو حنیفہ خبرِ واحد کو رد کر دیتے تھے جب وہ قیاس یا مستقر اصولوں کے خلاف ہو۔

اسی تناظر میں ان کے نزدیک مشہور سنت کو محض خبرِ واحد پر فوقیت حاصل تھی، کیونکہ مشہور سنت عملی تواتر اور امت کے تعامل کی نمائندگی کرتی ہے۔ ابن قیم الجوزیہؒ نے اس پہلو کو یوں بیان کیا ہے:

إِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ يُقَدِّمُ الْعَمَلَ الْمُتَوَارَثَ وَالسُّنَّةَ الْمَشْهُورَةَ عَلَى خَبَرِ الْوَاحِدِ الَّذِي لَمْ يَشْتَهِرْ[2]

---

[1] Al-Shatibi, Al-Muwafaqat, (Al-Qahira: Al-Maktaba al-Tijariyya al-Kubra, 1955) j.4, s. 482
[2] Ibn Qayyim, I'lam al-Muwaqqi'in, (Bayrut: Dar al-Jil, 1973) j.1, s. 75

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

مرسل روایت کی مشروط قبولیت بھی ان کے اصولی منہج کا حصہ تھی۔ امام سرخسیؒ نے لکھا ہے:

وَالْمُرْسَلُ عِنْدَنَا حُجَّةٌ إِذَا كَانَ مِنْ ثِقَةٍ وَكَانَ لَهُ مَخْرَجٌ مِنْ غَيْرِ طَرِيقِهِ[3]

یعنی مرسل روایت ہمارے نزدیک حجت ہے جب وہ ثقہ راوی سے ہو اور اس کا مؤید کسی اور سند سے بھی ملتا ہو۔

مغربی علمی روایت میں بھی امام ابو حنیفہ کے منہج پر غور کیا گیا ہے۔ جوزف شاخت کے بقول ابو حنیفہ نے احادیث کو عقلی تنقید کے ترازو پر پرکھا اور جب خبر واحد مستحکم اصولوں سے ٹکراتی تو قیاس کو ترجیح دی۔[4]

یہ رجحان فقہ حنفی کو غیر معمولی عقلی استحکام بخشتا ہے، تاہم اہلِ حدیث اور بعد کے کئی محدثین نے اس پر کڑی تنقید کی کہ عقل اور قیاس کو روایت پر حاکم بنانا نصوص سے تجاوز ہے۔ حافظ ابن عبد البرؒ نے کہا کہ اہلِ علم کا اجماع ہے کہ قیاس کے مقابلے میں حدیث کو مقدم کیا جانا چاہیے۔ امام ابو حنیفہؒ کے اصولوں نے ایک طرف نصوصِ شرعیہ کے ساتھ عقلی ہم آہنگی کا دروازہ کھولا، دوسری طرف محدثین کی جانب سے سخت ردعمل بھی پیدا کیا۔ یہی توازن ان کے فقہی منہج کو نہ صرف منفرد بلکہ متنازع بھی بناتا ہے۔

اسی گفتگو کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا زمانہ کوفہ میں تنوع کا تھا جہاں مختلف ثقافتیں ملتی تھیں۔ انہوں نے تقریباً 70 ہزار احادیث کو جمع کیا اور صرف 40 ہزار کو قبول کیا، جو ان کی تنقیدی بصیرت کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کے اصولوں نے فقہ کو ایک منطقی نظام عطا کیا، جہاں قیاس جلی (واضح استعمال) کو خبر واحد پر ترجیح دی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، صلاۃ میں قرآن کی تلاوت کے معاملے میں انہوں نے عقلی استدلال کو مقدم رکھا۔ یہ اصول جدید دور میں بھی مفید ہیں جہاں نئے مسائل سامنے آتے ہیں، لیکن تنقید یہ ہے کہ یہ نصوص کی روح کو کمزور کر سکتا ہے۔

2. امام مالکؒ کے امتیازی اصول

[3] Al-Sarakhsi, Usul al-Sarakhsi, (Bayrut: Dar al-Ma'rifa, 1997) j.1, s. 364
[4] Schacht, Joseph. *The Origins of Muhammadan Jurisprudence*. (Oxford: Clarendon Press, 1950), pp. 119

امام مالکؒ کے اصولی منہج میں سب سے زیادہ امتیاز عملِ اہلِ مدینہ کو معیارِ صحت قرار دینا ہے۔ان کے نزدیک مدینہ منورہ وہ شہر ہے جہاں وحی نازل ہوئی، صحابہؓ کی کثرت رہی اور تابعین کی ایک بڑی جماعت نے براہِ راست تربیت حاصل کی۔اس لیے مدینہ کے اجماعی عمل کو کسی بھی منفرد روایت پر ترجیح حاصل ہے۔امام مالکؒ خود فرماتے ہیں:

لَا يَصْلُحُ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا بِمَا صَلَحَ بِهِ أَوَّلُهَا[5]

یعنی اس امت کا آخری حصہ اسی سے درست ہو سکتا ہے جس سے پہلا درست ہوا۔

ان کے نزدیک "سلسلۃ الذہب "یعنی امام مالکؒ، نافعؒ، ابن عمرؓ کی سند کو غیر معمولی اہمیت حاصل تھی۔امام بخاریؒ نے بھی کہا:

أَصَحُّ الأَسَانِيدِ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَر[6]

اس سند کی فضیلت کا سبب یہ تھا کہ یہ براہِ راست مدنی روایت اور عملی تعامل کی عکاسی کرتی ہے۔

امام مالکؒ نے بعض مواقع پر ایسی مرفوع احادیث کو ترک کیا جو عملِ اہلِ مدینہ کے خلاف ہوں۔ابن تیمیہؒ نے اس کو واضح کرتے ہوئے کہا:

إِنَّ مَالِكًا إِذَا وَجَدَ الْعَمَلَ بِالْمَدِينَةِ عَلَى خِلَافِ الْخَبَرِ، رَجَّحَ الْعَمَلَ، لِأَنَّهُ عِنْدَهُ نَقْلٌ جَمَاعِيٌّ[7]

یعنی امام مالک جب دیکھتے کہ مدینہ میں کسی حدیث کے خلاف عمل ہے تو وہ عمل کو ترجیح دیتے کیونکہ ان کے نزدیک یہ نقلی اجماع ہے۔

مغربی مستشرقین نے بھی اس پہلو کو اجاگر کیا ہے۔گولڈ زیہر لکھتے ہیں کہ مالک مدینہ کے اجماعی عمل کو سنتِ نبوی کا زندہ ثبوت مانتے تھے جو منفرد روایات سے زیادہ معتبر ہے۔[8]

---

[5] Ibn Abd al-Barr, Jami' Bayan al-Ilm wa Fadlihi, (Al-Qahira: Dar al-Kutub al-Ilmiyya, 1994) j.2, s. 190
[6] Al-Khatib al-Baghdadi, Al-Kifaya fi 'Ilm al-Riwaya, (Bayrut: Dar al-Kutub al-Ilmiyya, 1986) s. 58
[7]]. Ibn Taymiyya, Raf' al-Malam 'an al-A'imma al-A'lam, (Al-Qahira: Matba'a al-Sunna al-Muhammadiyya, 1951) s. 42
[8] Ignaz Goldziher, Muslim Studies, (London: George Allen & Unwin, 1971), vol. 2, 44

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

تنقیدی زاویے سے دیکھا جائے تو مدینہ کے عمل کو "اجماع سکوتی" کے درجے میں رکھنا امام مالکؒ کی علمی بصیرت کی دلیل ہے، لیکن دیگر مکاتب نے اسے محدود دائرے تک ہی قبول کیا۔ امام شافعیؒ نے استدلال کیا کہ اہلِ مدینہ کا عمل محض ایک شہر کا عمل ہے، جسے امت کے مجموعی تعامل پر ترجیح دینا درست نہیں۔

امام مالکؒ کا امتیازی اصول نصوصِ شرعیہ کو تاریخی و عملی تناظر کے ساتھ جوڑتا ہے، اور مدینہ کے دینی مزاج کو امت کی علمی روایت میں مرکزی حیثیت عطا کرتا ہے۔ "الموطا" میں احادیث کے ساتھ مدنی عمل کا ذکر اس کی مثال ہے۔ یہ اصول جدید دور میں بھی معاشرتی تسلسل کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے، لیکن تنقید یہ ہے کہ یہ علاقائی تعصب کو فروغ دے سکتا ہے۔

3. امام شافعیؒ کے امتیازی اصول

امام شافعیؒ کے اصولِ نقدِ حدیث میں سب سے نمایاں امتیاز مرسل حدیث کی مطلق عدمِ قبولیت ہے۔ ان کے نزدیک حدیث کی صحت کا انحصار کامل اتصالِ سند پر ہے، اور مرسل روایت میں اس کا فقدان ہوتا ہے۔ وہ اپنی الرسالہ میں لکھتے ہیں:

كُلُّ حَدِيثٍ مَرْسُولٍ فَلَيْسَ بِحُجَّةٍ، حَتَّى يُسْنَدَ عَنْ مَنْ يُعْرَفُ بِأَخْذِهِ عَمَّنْ لَقِيَ[9]

ہر مرسل حدیث حجت نہیں جب تک کہ وہ ایسی سند سے نہ آئے جس میں راوی کے براہِ راست سماع کا علم ہو۔

اسی طرح ان کا دوسرا امتیازی اصول یہ تھا کہ وہ قیاس و عقل پر صحیح حدیث کو ہمیشہ مقدم رکھتے تھے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے:

إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي[10]

یعنی جب کوئی حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ اس موقف سے ان کی نصوصِ نبویہ پر غیر متزلزل اعتماد ظاہر ہوتا ہے۔

امام شافعیؒ کو علم اصولِ حدیث کی باقاعدہ تدوین کا بانی بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی الرسالہ کو محدثین نے "فقہ الحدیث" کی بنیاد قرار دیا۔ امام شافعیؒ کے اس رویے نے اصولِ حدیث کو سختی اور استحکام عطا کیا۔ ابن حجرؒ نے کہا کہ ان کے بعد آنے والے تمام محدثین نے انہی کے اصولوں کو معیار بنایا۔[11]

---

[9] Al-Shafi'i, Al-Risala, (Al-Qahira: Matba'a al-Halabi, 1938) s. 459
[10] Al-Shafi'i, Al-Risala, (Al-Qahira: Matba'a al-Halabi, 1938) s. 460
[11]. Al-Nawawi, Al-Majmu', (Bayrut: Dar al-Fikr, 1996) j.1, s. 63

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

البتہ تنقیدی نگاہ سے دیکھا جائے تو ان کی یہ شدت بعض اوقات عملی زندگی میں لچک کی کمی کا سبب بنی۔ خاص طور پر فقہی مسائل میں، جہاں دیگر ائمہ مثلاً امام مالکؒ یا امام احمدؒ نے عملِ اہلِ مدینہ یا ضعیف حدیث کو بھی وزن دیا، وہاں امام شافعیؒ نے نصوص پر غیر معمولی سختی برتی۔ تاہم یہ رویہ اس بات کی ضمانت تھا کہ شریعت کا ماخذ ہمیشہ مستند اور صحیح روایت ہی قرار پائے۔[12]

ان کے اصولوں نے بعد کی فقہ کو منظم کیا۔ مثال کے طور پر، بیوع کے معاملات میں انہوں نے خبر واحد کو قیاس پر مقدم رکھا۔ یہ اصول جدید حدیث سائنس میں بھی استعمال ہوتے ہیں، لیکن تنقید یہ ہے کہ یہ مرسل احادیث کی اہمیت کو کم کرتا ہے جو تابعین کی روایات کا خزانہ ہیں۔

4. امام احمد بن حنبلؒ کے امتیازی اصول

امام احمد بن حنبلؒ کے امتیازی اصولوں میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ ضعیف حدیث کو قیاس پر ترجیح دیتے تھے، بشرطیکہ اس کا ضعف شدید نہ ہو۔ ان کا یہ قول مشہور ہے:

الضَّعِيفُ الحَدِيثُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الرَّأْيِ[13]

یعنی میرے نزدیک ضعیف حدیث رائے (قیاس) سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اس سے ان کے نزدیک حدیث کو اگرچہ کامل درجے کی صحت نہ رکھتی ہو، فقہی استدلال میں بنیادی مقام حاصل تھا۔

اسی اصول کی توسیع انہوں نے فضائلِ اعمال میں کی، جہاں وہ ضعیف احادیث کو بلا جھجک قبول کرتے تھے۔ ابن تیمیہؒ نے اس کی وضاحت یوں کی ہے:

أحمد بن حنبل يحتج بالحديث الضعيف إذا لم يجد في الباب غيره، وكان يقول: خير من رأي الرجال[14]

12 Ibn Hajar, Al-Nukat 'ala Ibn al-Salah, (Al-Riyad: Maktaba al-Rushd, 1996) j.1, s. 45
13 Al-Khatib al-Baghdadi, Al-Jami' li-Akhlaq al-Rawi wa Adab al-Sami', (Bayrut: Mu'assasa al-Risala, 1981) j.2, s. 162
14 Ibn Taymiyya, Majmu' al-Fatawa, (Al-Qahira: Maktaba Ibn Taymiyya, 1987) j.18, s. 65

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

گویا احمد بن حنبل اس وقت ضعیف حدیث سے استدلال کرتے جب باب میں کوئی اور دلیل نہ ملتی، اور کہا کرتے کہ یہ لوگوں کی رائے سے بہتر ہے۔ امام احمدؒ نے اپنی فقہ میں آثارِ صحابہ و تابعین کو بھی شامل کیا، اور انہیں نصوصِ شرعیہ کا تسلسل سمجھا۔ اس بارے میں ابن القیمؒ نے فرمایا:

الإمام أحمد يقدِّم قول الصحابي إذا لم يجد نصًا بخلافه، ويراه من السنة[15]

یعنی امام احمد صحابی کے قول کو اس وقت سنت سمجھتے جب اس کے خلاف کوئی صریح نص موجود نہ ہو۔

اہلِ تحقیق نے ان کے اس منہج کو نصوصِ شرعیہ کے قریب ترین قرار دیا ہے۔ البتہ ضعیف حدیث کی قبولیت پر بعد کے علماء میں شدید اختلاف ہوا۔ بعض نے اسے شریعت میں نرمی اور دینی ذوق کے فروغ کا ذریعہ قرار دیا، جب کہ دیگر ناقدین نے اسے احتمالِ ضعف کی بنا پر محلِ نظر سمجھا۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ امام احمدؒ کے منہج نے نصوص کے ساتھ وابستگی کو فقہی اجتہاد پر غالب رکھا اور ان کی فقہ کو ایک خاص روایت پسندانہ رنگ عطا کیا۔

"مسند احمد" میں 28 ہزار سے زائد احادیث ہیں، جو ان کی حدیث کی محبت کو ظاہر کرتی ہے۔ البتہ ناقدین کی تنقید یہ ہے کہ ضعیف احادیث کی قبولیت شریعت میں ابہام پیدا کر سکتی ہے، لیکن یہ اصول فضائل میں مفید ثابت ہوا۔

5. ائمہ اربعہ کے حدیثی اصولوں کا تقابلی مطالعہ

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے امتیازی اصولوں کا تقابلی جائزہ یہ بتاتا ہے کہ ہر امام نے اپنے دور کے علمی، فقہی اور معاشرتی پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے اصولِ نقدِ حدیث کی ایسی بنیاد رکھی جس نے بعد کے محدثین اور فقہا پر گہرا اثر ڈالا۔ امام ابو حنیفہؒ کا منہج زیادہ تر عقلی اور فقہی پہلو پر مبنی تھا۔ انہوں نے نصوص کی تفہیم میں عقلِ سلیم اور قیاسِ صحیح کو معیار بنایا اور خبرِ واحد کو اس وقت ہی قبول کیا جب وہ مشہور سنت اور اصولِ فقہ سے ہم آہنگ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مکتب میں عقل و فقہ کا امتزاج نمایاں ہے۔[16]

---

[15] Ibn al-Qayyim, I'lam al-Muwaqqi'in, (Bayrut: Dar al-Jil, 1973) j.1, s. 25
[16] Muhammad Zahid al-Kawthari, Ta'nib al-Khatib, (Al-Qahira: Al-Matba'a al-Salafiyya, 1927) s. 45

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

امام مالکؒ کے ہاں عمل اہلِ مدینہ کو غیر معمولی اہمیت حاصل تھی۔ان کے نزدیک مدینہ کے علمی و عملی اجماع کو نصوصِ نبویہ کی ایک زندہ تفسیر سمجھا گیا۔اس منہج نے فقہ مالکی کو ایک مضبوط معاشرتی و تاریخی بنیاد عطا کی، اور بعض اہلِ علم نے اسے اجماع سکوتی کے ہم پلہ قرار دیا، اگرچہ دیگر مکاتب نے اس کو صرف جزوی حجت کے طور پر قبول کیا۔[17]

امام شافعیؒ نے اصولی سختی اور روایت پر اصرار کو معیار بنایا۔مرسل حدیث کو بالکل رد کرنا، صحیح روایت کو عقل و قیاس پر مقدم رکھنا، اور اصولِ حدیث کی باقاعدہ تدوین ان کے امتیازی پہلو ہیں۔اس نے اسلامی قانونی فکر کو ایک مضبوط علمی و دستوری ڈھانچہ دیا، لیکن عملی لچک کم محسوس ہوئی۔[18]

امام احمدؒ نے نصوصی التزام اور ضعیف حدیث کی محدود سطح پر قبولیت کے ذریعے محدثانہ منہج کو فقہ میں نافذ کیا۔وہ آثارِ صحابہ اور ضعیف حدیث کو بھی اس وقت ترجیح دیتے جب قیاس کے سوا کوئی متبادل نہ ہوتا، اور اس طرح روایت کو ہر حال میں عقل پر فوقیت دیتے۔[19]

ان تمام امتیازات نے فقہ و حدیث کے علمی تنوع کو جنم دیا۔ایک طرف امام ابو حنیفہؒ نے فقہ کو عقلی گہرائی دی، دوسری طرف امام مالکؒ نے اجتماعی عمل کو بنیاد بنایا، امام شافعیؒ نے روایت پر سختی کے ذریعے اصول کو استحکام بخشا، اور امام احمدؒ نے نصوص پر انحصار سے محدثانہ ذوق کو فقہ میں شامل کیا۔یوں ان کے مناہج نے امت کو مختلف زاویوں سے استدلالی قوت اور علمی سرمایہ عطا کیا۔یہی وجہ ہے کہ متاخر علما کی کثیر تعداد اس کی قائل ہے کہ "ائمہ اربعہ کے نقدی اصولوں میں اختلاف ہونے کے باوجود، بنیادی مقصد سب کا ایک ہے: سنت نبوی کی حفاظت"۔

تقابلی طور پر، امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ کے مابین تضاد واضح ہے: ایک عقلی لچک کا حامی، دوسرا نصوصی سختی کا۔امام مالکؒ اور شافعیؒ میں عمل اور سند کی ترجیح کا فرق ہے۔یہ تنوع امت کے لیے رحمت ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

6. خلاصہ بحث

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے امتیازی اصولوں کے مطالعے سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ ان کے مناہج محض شخصی رجحانات کا اظہار نہیں بلکہ اپنے اپنے زمانے کے علمی و سماجی حالات کا براہِ راست عکس تھے۔امام ابو حنیفہؒ کے ہاں فقہی عقلیت اور قیاس پر

[17]]. Ibn Abd al-Barr, Al-Tamhid, (Al-Maghrib: Wizarat al-Awqaf, 1982) j.1, s. 60
[18]]. Ibn Taymiyya, Majmu' al-Fatawa, (Al-Qahira: Maktaba Ibn Taymiyya, 1987) j.18, s. 65
[19] Dr. Fazl Ilahi, Imam Shafi'i ka Manhaj Istidlal, s. 278

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

زور اس علمی ماحول کی نمائندگی کرتا ہے جس میں روایت کی فراوانی کے ساتھ ساتھ نئے پیش آمدہ مسائل کا بھی سامنا تھا۔امام مالکؒ نے مدینہ کے عملی واجتماعی اجماع کو دلیل بنایا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عہدِ نبوی ﷺ کے شہر کو وحی کے زندہ ماخذ کے طور پر دیکھتے تھے۔امام شافعیؒ نے اصولِ حدیث کی مدون شکل میں بنیاد رکھی اور روایت پر سختی اختیار کی، جس نے اسلامی قانونی فکر کو مضبوط دستوری قالب عطا کیا۔امام احمدؒ نے نصوص کے ساتھ وابستگی اور ضعیف حدیث کی محدود سطح پر قبولیت کے ذریعے محدثانہ ذوق کو فقہ میں سمو دیا۔ان امتیازی اصولوں نے مل کر فقہ اسلامی کو ہمہ جہتی اور جامعیت عطا کی۔ایک طرف عقلی استحکام اور فقہی اجتہاد کو تقویت ملی، دوسری طرف روایت اور نصوص کی اصالت بھی محفوظ رہی۔یوں فقہ اسلامی نہ صرف عقل و قیاس کے لیے جگہ رکھتی ہے بلکہ اجماع، آثار صحابہ اور عملی روایت جیسے مختلف پہلوؤں کو بھی شامل کرتی ہے۔تنقیدی طور پر دیکھا جائے تو ہر امام نے اپنی علمی میراث کو حدیث کے ایک مخصوص پہلو کے ساتھ مضبوط کیا۔کسی نے عقل کو سہارا بنایا، کسی نے عمل کو، کسی نے روایت کو، اور کسی نے نصوصی سختی کو۔یہی تنوع اسلامی علمی روایت میں تکملہ کا سبب بنا، اور مختلف مکاتب کے امتزاج نے امت کو ایسی ہمہ جہت استدلالی قوت عطا کی جس نے اسلامی فقہ کو صدیوں تک زندہ و متحرک رکھا۔

یہ اصول آج بھی متعلق ہیں جہاں جدید مسائل جیسے ٹیکنالوجی اور اخلاقیات کے لیے فقہی استدلال کی ضرورت ہے۔مستقبل کی تحقیق ان اصولوں کو معاصر چیلنجوں کے ساتھ جوڑنے پر توجہ دے سکتی ہے۔